توحید کے بارے میں عقیدہ سلف صالحین

قال الشیخ ابو محمد بلیع اللین شاہ الراشدی السندی رحمہ اللہ قرأت فی کتابہ : اخبرنا ابو عبداللہ الحافظ قال اخبرنی ابو عبداللہ محمد بن علی الجوھری ببغداد قال ثنا ابراھیم بن الھیثم نا محمد بن کثیر المصیصی قال سمعت الاوزاعی یقول :

امام اوزاعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارا اور سب تابعین کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش کے اوپر ہے، ہم اللہ جل مجدہٗ کی جملہ صفات کو مانتے ہیں، جو حدیث میں آئی ہیں۔ ابو اسماعیل نے کلام اور متکلمین کی مذمت میں کہا:

انبانا احمد بن ابی الخیر عن یحي بن یونس انبا ابو طالب الیوسعی انبا ابو اسحق البرمکی انبا علی بن عبدالعزیز قال حدثنا عبد الرحمن بن ابی حاتم قال :

عبدالرحمٰن بن ابی حاتم فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ اور ابوزرعہ سے اصول دین کے بارہ میں اہل سنت کا مذہب پوچھا، اور ان سے ملنے والے علماء امصار کا عقیدہ دریافت کیا تو دونوں نے جواب دیا ہم حجاز وعراق، مصر وشام اور یمن کے علماء کو ملے ہیں، ان کا مذہب یہ تھا کہ للہ تبارک وتعالیٰ عرش پر ہے مخلوق سے جدا، جیسا کہ اس نے اپنی صفت بیان کی ہے، اور بلا کیف اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ انتہی (کتاب العلو للذہبی ص ۱۳۷) امام ذہبی نے اس کی ایک اور سند بھی بیان کی ہے۔

حافظ ابوعبداللہ بن بطۃ اپنی کتاب الابانۃ میں کہتے ہے، صحابہ وتابعین سے جملہ مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اللہ عرش پر ہے، آسمانوں کے اوپر، اور اپنی مخلوق سے جدا۔

ابونصر السجزی الحافظ کتاب الابانۃ میں کہتے ہیں: ہمارے آئمہ ثوری، مالک، ابن عیینۃ، حماد بن زید، ابن المبارک، فضیل بن عیاض، احمد اور اسحاق سب متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ بذاتہٖ عرش پر ہے اور اس کا علم ہر جگہ ہے۔ اسی طرح ابوالحسن الاشعری نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ مستوی عرش ہے۔

امام ابوعمر طلمنکی ""الوصول الی معرفۃ الاصول"" میں کہتے ہیں، اہل سنت کا اجماع ہے کہ اللہ تعالیٰ حقیقۃً عرش پر ہے مجازاً نہیں (کذا فی مختصر الصوعق المرسلہ لابن القیم)۔

حافظ ابونعیم مؤلف حلیۃ الاولیاء کتاب الاعتقاد میں کہتے ہیں: ہمارا طریقہ سلف والا ہے، جو کہ کتاب وسنت واجماع امت کے پابند تھے، ان کے عقائد میں ہے کہ جن احادیث میں عرش پر اللہ تعالیٰ کا استواء ثابت ہے اسے بلا کیف وبلا تمثیل تسلیم کیا جائے، اور یہ کہ اللہ اپنی مخلوق سے جدا ہے، ان میں حلول نہیں کر چکا، اور نہ ان کے ساتھ ملا ہوا ہے، وہ اپنے عرش پر مستوی ہے، آسمان پر زمین پر نہیں انتہی، کتاب العلو للذہبی ص ۱۴۸۔

حافظ ابوبکر اسماعیل سے منقول ہے ص: ۱۴۵:

کہا جان لو! اللہ تم پر رحم کرے، اہل حدیث، اہل سنت والجماعۃ کا مذہب ہے، اللہ تعالیٰ، فرشتے، اس کی کتابیں اس کے رسولوں کا اقرار کرنا اور جو اللہ کی کتاب میں آجائے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ سند صحیح ثابت ہو اسے بلا تحریف وتبدیل قبول کرنا، عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے اچھے ناموں سے پکارا جاتا ہے، وہ ان صفات سے متصف ہے جو اس نے خود بیان کیں، اور اس کے رسول نے بتائیں، آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا، اس کے ہاتھ کھلے ہیں، کس طرح کھلے ہیں اس کے اعتقاد کے بغیر، اور وہ بلا کیف مستوی عرش ہے۔ انتہی۔

امام ابوعبداللہ الحاکم "معرفۃ علوم الحدیث" میں روایت کرتے ہیں کہ: سمعت محمد بن صالح بن ھانی یقول سمعت ابابکر

محمد بن اسحاق بن خزیمة یقول :

ابوبکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ فرماتے ہیں جو شخص اقرار نہیں کرتا کہ اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے، سات آسمانوں کے اوپر وہ اپنے رب کا کافر ہے اس سے توبہ طلب کی جائے تو بہ کر لے تو فبہا ورنہ اس کی گردن اڑا دی جائے اور کسی روڑی پر ڈال دیا جائے جہاں کہ مسلمان اور ذمی اس کی گندی ہوا اور بدبو سے ایذاء نہ پائیں، اس کا مال فئی ہے، کوئی مسلمان اس کا وارث نہ ہوگا، کیونکہ مسلمان کافر کا وارث نہیں ہوتا، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عبداللہ بن احمد امام عبدالرحمٰن بن مہدی سے روایت کرتے ہیں: کہ اہل اہواء میں اصحاب جہم سے زیادہ کوئی بھی برا نہیں ہے جو کہ کہتے ہیں آسمان میں کچھ بھی نہیں ہے، اللہ کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ ان سے مناکحت نہ کی جائے، اور نہ ہی موارثت، ابن ابی حاتم نے جہمیہ کی تردید میں اس سے روایت کیا کہ کہا ان کا ارادہ ہے کہ کہیں آسمان میں کچھ بھی نہیں، اور یہ کہ اللہ عرش پر نہیں میرا خیال ہے ان سے توبہ طلب کی جائے، تو بہ کرلیں تو ٹھیک ورنہ قتل کر دیئے جائیں۔انتہی، (الحمویۃ لابن تیمیہ ص۴۰۰)

عقیدہ سلف پر دلائل قرآن:

اس عقیدہ کی صحت پر قرآن وسنت شاہد ہیں اور قرآن مجید کی آیات میں متعدد قسموں کے ادلّہ ہیں:

وہ آیتیں جن میں صریحاً اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا آسمانوں کے اوپر اور عرش پر مستوی ہونا مذکور ہے:

۱۔ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ [الاعراف : ع ۴ پ ۸]

تحقیق تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں پیدا کیا پھر عرش پر مستوی ہوا۔

۲۔ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ [یونس ع ۱ پ ۱۱]

یقیناً تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دنوں میں بنایا، پھر عرش پر مستوی ہوا۔

۳۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَیْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَھَا ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ [الرعد ع ۱ پ ۱۳]

اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں کو ستونوں کے بغیر جنہیں تم دیکھو اونچا کیا، پھر عرش پر مستوی ہوا۔

۴۔ اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی۔ [طٰہٰ ع ۱ پ ۱۶]

رحمان نے عرش پر استواء کیا۔

۵۔ اَلَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ اَلرَّحْمٰنُ فَسْئَلْ بِہٖ خَبِیْرًا۔ [الفرقان]

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے مابین کو چھ ایام میں پیدا کیا، پھر رحمان نے عرش پر استوا کیا اس کے بارے میں خبر والے سے پوچھ۔

۶۔ اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ [السجدۃ ع ۱ پ ۲۱]

اللہ وہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں چھ دنوں میں پیدا کیں، پھر عرش پر استوا کیا۔

ھُوَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ۔ [الحدید ع ۱ پ ۲۷]

وہی ہے جس نے آسمانوں اور زمین اور ان کے مابین کو چھ دنوں میں پیدا کیا، پھر اس نے عرش پر استوا کیا۔

استواء بمعنی ارتفاع ہے

اور استواء کے معنی الارتفاع والعلو ہے صحیح البخاری کتاب التوحید باب وکان عرشہ علی الماء میں ہے:

ابوالعالیہ نے فرمایا کہ استوٰی الی السماء یعنی ارتفاع اونچا ہوا، مجاہد نے کہا استوٰی بمعنی علا کے ہے، یعنی عرش پر اونچا ہوا، ابوالعالیۃ کے اثر کو ابن جریر نے موصولاً بیان کیا ہے، عبداللہ بن جعفر کے طریق سے وہ اپنے باپ سے اور وہ ابوالعالیۃ سے مجاہد کے اثر کو فریابی نے اپنی تفسیر میں موصول کیا ورقاء سے وہ ابن ابی نجیح سے وہ مجاہد سے۔ [فتح الباری ج ۷ اص ۱۷۶]۔

اسحٰق بن راھویہ فرماتے ہیں میں نے کئی مفسرین سے سنا کہ الرحمٰن علی العرش استوٰی کا مفہوم ہے رحمان عرش پر اونچا ہوا۔ [تفسیر محاسن التاویل للقاسمی ج ۷ ص ۲۷۰۲]۔

استواء بمعنی استیلاء کرنا بالکل غلط ہے

ابو سمٰعیل ہروی کتاب الفاروق میں داؤد بن خلف سے باسند نقل کرتا ہے کہ اس نے کہا ہم ابوعبداللہ بن الاعرابی یعنی محمد بن زیاد اللغوی کے پاس تھے، ایک شخص نے اس سے کہا، الرحمٰن علی العرش استوٰی جواب دیا وہ عرش پر ہی ہے، جس طرح کہ اس نے خبر دی ہے، اس شخص نے کہا غلبہ پالیا جواب دیا استولی علی الشی اس وقت کہا جاتا ہے جب کوئی اس کا مقابل ہو (لہٰذا یہ معنی نہیں بن سکتا) اور محمد بن احمد النضر الازدی کے طریق سے ہے میں نے ابن الاعرابی سے سنا کہ احمد بن ابوداؤد نے مجھ سے مطالبہ کیا کہ لغت عرب میں تلاش کرو استوٰی بمعنی استولی آتا ہو میں نے کہا اللہ کی قسم مجھے یہ نہیں ملا۔ [فتح الباری ج ۷ اص ۱۷۷]

اور حافظ ابن قیم نے الصواعق المرسلہ میں اس کے بطلان پر بیالیس (۴۲) وجوہ لکھے ہیں منجملہ ان سے:

تیسری وجہ یہ ہے کہ خطابی نے اپنی کتاب شعار الدین میں کہا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس جگہ استواء بمعنی استیلا ہے، اور ایک مجہول بیت سے استدلال کیا یہ بیت کسی معروف شاعر کا مقولہ نہیں کہ اس سے استدلال صحیح ہو۔ اگر اس جگہ استواء بمعنی استیلا ہو تو کلام بے فائدہ بن جاتا ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا علم وقدرت ہر چیز کو محیط ہے آسمانوں اور زمین کا چپہ چپہ اس کے تصرف میں ہے، تو صرف عرش پر استیلاء وقبضہ کی بات کیا معنی رکھتی ہے، استیلا وقبضہ کا مفہوم تو یہ ہے کسی کو ایک چیز سے روکا جارہا ہے اور وہ اس پر کامیاب ہو جائے، پھر کہا جاتا ہے استولی علیہ یعنی اس پر قبضہ کر لیا ہے، یہاں (حق تعالیٰ کے لیے) کون سی منع ہے کہ اسے استیلا سے موصوف قرار دیا جائے، خطابی ائمہ لغت سے ہیں، پانچویں وجہ یہ ہے کہ ایسا کہنا قرآن پاک کی تفسیر بالرای کے زمرے میں آتا ہے کسی صحابی یا تابعی نے ایسا نہیں کہا نہ مسلمانوں کے کسی امام نے یہ بات کہی ہے، اور نہ ہی مفسرین میں سے کوئی یہ تفسیر بیان کرتا ہے جو کہ اقوال سلف نقل کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ اپنی جگہ جہنم میں بنالے دسویں وجہ یہ ہے کہ استواء اور استیلاء دو متغائر لفظ ہیں جن کا الگ الگ معنی ہے، ایک کو دوسرے پر محمول کرنا اگر بطریق وضع ہے تو یہ غلط ہے کیونکہ عرب نے استواء کو استیلاء کے معنی میں وضع نہیں کیا، اگر لغت عرب میں استعمال کے طرق سے ہے تو بھی جھوٹ ہے کہ استعمالات اہل عرب نظم ونثر میں ایسا نہیں ملتا، استوی کا لفظ قرآن، سنت اور محاورات عرب میں تلاش کیجئے، کہیں بھی استیلاء کے معنی میں مستعمل ہے؟ ہاں ہاں صرف اس بناوٹی اور مخترع بیت میں اگر ایک کا محمول کرنا دوسرے کے مجاز کے طور پر کہا جائے تو ایسا کہنے والے کا اپنا استعمال ہوگا کسی اور انسان کے کلام کو بھی اس پر محمول نہیں کیا جا سکتا، چہ جائیکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس پر محمول کیا جائے پندرھویں وجہ یہ ہے کہ امام اشعریؒ نے مفسرین کا اجماع نقل کیا ہے کہ استواء بمعنی استیلاء مراد لینا باطل ہے، ستائیسویں وجہ یہ ہے کہ مخلوق میں ذات حق کے سب سے زیادہ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے لیے عرش پر ہونے کا اطلاق فرمایا ہے (جیسا کہ احادیث ذیل میں آرہا ہے) اور یہ

فوقیت آیت میں مذکور استواء کی تفسیر ہے۔ [ملخصاً من مختصر الصواعق المرسلہ ج۲ ص۳۲۱-۳۲۲]۔

اور بعضوں نے چوتھی آیت میں یہ تاویل کی ہے۔علا کو فعل بنایا ہے **فاعل الرحمن** اور استوی کا فاعل **العرش** کو بنایا ہے۔زرکشی ''البرہان فی علوم القرآن'' میں کہتا ہے: یہ تاویل دو وجہ سے غلط ہے ایک یہ مؤول نے صفت کو فعل بنا دیا ہے، مصاحف اہل شام و عراق وحجاز سب سے اعلیٰ اس جگہ حرف ہے، اگر فعل ہوتا تو اسے لام اور الف سے لکھا جاتا جس طرح ایک دوسرے مقام پر ہے **ولعلا بعضهم على بعض** دوسری وجہ یہ ہے کہ اس مؤول نے العرش کو مرفوع بنا دیا، حالانکہ قراء میں سے یہ کسی کی بھی قرات نہیں ہے تیسری وجہ یہ ہے کہ اس دوسری آیت کے خلاف ہوگا۔

وہ آیات جن میں استواء الی السماء کا ذکر ہے

۱۔ هُوَ الَّذِي خَلَقَ لَكُمْ مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ فَسَوَّاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ۔

وہی ہے جس نے تمہارے لئے زمین کی سب چیزیں پیدا کیں، پھر آسمان کی طرف مستوی ہوا، اور انہیں سات آسمان بنایا اور وہ ہر چیز کو جانتا ہے۔ [البقرۃ ع ۳ پ ۱]۔

۲۔ ثُمَّ اسْتَوَىٰ إِلَى السَّمَاءِ وَهِيَ دُخَانٌ۔ [حم السجدة ع ۲ پ ۲۴]۔

پھر آسمان کو مستوی ہوا، اور وہ دھواں تھا۔

معنی استواء: بخاری شریف سے ابوالعالیہ کا قول نقل ہوا ہے کہ **بمعنی ارتفع** اور **مختصر الصواعق المرسلہ** ج۲ ص۳۲۰ میں ہے کہ:

هذا بمعنى العلو والارتفاع باجماع السلف. باجماع سلف یہ علو اور ارتفاع کے معنی میں ہے۔

امام بغوی تفسیر معالم التنزیل ج۱ ص۷۳ علی ہامش الخازن لکھتے ہیں کہ:

وقال ابن عباس واكثر مفسر السلف اى ارتفع الى السماء أهـ. اکثر مفسرین سلف اور ابن عباسؓ نے کہا آیت کا معنی ہے آسمان کی طرف اونچا ہوا۔

اور امام ابن جریر تفسیر جامع البیان ج۱ ص۱۹۲ میں فرماتے ہیں:

فرمان اللہ جل شانہٗ ثم استوی الی السماء فسواھن کا صحیح ترین معنی یہ ہے کہ وہ آسمانوں پر اونچا ہوا اور ارتفاع کیا، اپنی قدرت سے ان کی تدبیر کی، اور انہیں سات آسمان بنایا، اس پر تعجب ہے، جو اس آیت کے اس معنیٰ کا انکار کرتا ہے، جو کلام عرب سے ماخوذ ہیں یعنی یہ کہ آسمان کی طرف مستوی ہوا یعنی علو اور ارتفاع اختیار فرمایا۔ وہ اپنے خیال میں ایک مستنکر تفسیر سے بھاگنا چاہتا ہے، پھر جو تفسیر کی ہے اس میں بھی موجود ہے جس سے ہٹنا چاہتا ہے، اسے کہا جائے تیرے نزدیک استوی کی تفسیر ہے، اقبل یعنی متوجہ ہوا۔ کیا وہ آسمان سے منہ پھیرے ہوئے تھا کہ متوجہ ہوا؟ اگر کہے یہ توجہ تدبیر ہے توجہ فعل نہیں، تو اسے بھی کہہ دو کہ آسمان پر علو اور ارتفاع بھی ملک وسلطان کا ہے، علو انتقال وزوال نہیں، اس بارے میں وہ جو بات کہے گا، ہمارے بیان کردہ معنیٰ میں وہی الزام اس کو دیا جائے گا، ہم غیر متعلق باتوں سے کتاب کی طوالت سے بچنا چاہتے ہیں ورنہ ہم ہر اس قائل کی باتوں کا فساد واضح کرتے ہیں جنہوں نے اس بارے میں اہل حق کے خلاف کوئی بات کہی ہے اور ہم نے جو بیان کیا ہے فہم وفراست کے حامل کیلئے کافی ہے انشا اللہ تعالیٰ۔

ابوجعفر کہتے ہیں اگر کوئی کہے ہمیں بتاؤ اللہ جل شانہٗ کا آسمان کی طرف استواء تخلیق آسمان سے پہلے تھا، یا بعد میں کہا جائے گا، آسمان کی تخلیق کے بعد استواء ہے، مگر سات آسمان کے بنانے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ''پھر وہ آسمان کی طرف مستوی ہوا، جبکہ وہ دھواں تھا، اسے اور

زمین کو کہا آؤ بہ خوشی یا بہ کراہت، اور استواء آسمان کو دھواں کی صورت میں پیدا کرنے کے بعد اور سات آسمان بنانے سے پہلے تھا بعض نے کہا استویٰ الی السماء اس لئے کہا کہ جیسا کہ ایک شخص دوسرے شخص کو کہتا ہے یہ کپڑ ابناؤ حالانکہ اس کے پاس سوت ہے، سواہن کا مطلب انہیں تیار کیا، پیدا کیا، ان میں تدبیر کی، درست بنایا، کلام عرب میں تسویۃ اصلاح و درستگی کو کہتے ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے فلاں نے فلاں کے لئے امر کا تسویہ کیا یعنی درست کیا، اصلاح کی اور اسے موافق بنایا اسی طرح اللہ تعالیٰ کا آسمانوں کے تسویۃ کا مطلب ہے اپنی مشیت کے مطابق ان کی درستگی کرنا اور اپنے ارادہ کے مطابق ان میں تدبیر کرنا اور وہ بند ہوتے ہیں تو انہیں کھول دینا۔

وہ آیتیں جن میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عرش عظیم کا ذکر ہے

الحمدللہ اس باب میں قرآن مجید میں کثرت سے آیات ہیں ایک آیت نقل کرنے کے بعد ہم ان آیات کے اشارات پر اکتفاء کریں گے قاری خود بذریعہ قرآن مجید ان آیات سے استفادہ حاصل کرسکتا ہے:

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ۔ [التوبۃ: ع۱۰پ۱۱]

اگر اعراض کریں تو کہہ مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس پر توکل کرتا ہوں، اور وہی عرش عظیم کا رب ہے۔

الانبیاء ع۲ پ۱۷	المؤمنون ع۶ پ۱۸	المؤمن ع۲ پ۲۴
المؤمنون ع۹ پ۱۸	النمل ع۲ پ۱۹	الزخرف ع۲ پ۲۵

معنی عرش: اور عرش میں خود علو کا معنی ہے کما مر اور نیز احادیث میں بھی اس کی تصریح ہوگی اور صاحب عرش جب ہو کہ اس پر مستوی ہو جو کہ اس کے بائن عن الخلق ہونے کو مستلزم ہے۔

امام ابوبکر آجری کتاب الشریعۃ میں لکھتے ہیں: علماء کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، آسمانوں کے اوپر۔ اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، اس کا علم بلند آسمانوں اور ساتوں زمینوں اور ان کے مابین تحت الثریٰ کو محیط ہے، وہ پوشیدہ اور مخفی ترین امور کو جانتا ہے، خائن آنکھوں اور جو سینوں میں چھپا ہے، سب کو جانتا ہے، دل کے کھٹکے، اور ارادے کو جانتا ہے، دلوں میں جو وساوس آتے ہیں، انہیں سنتا ہے، اور دیکھتا ہے اللہ سے آسمانوں اور زمینوں میں کا کوئی ذرہ کے قدر بھی دور نہیں مگر وہ اس کا علم رکھتا ہے، وہ اپنے عرش پر ہے، بلند ہے اعلیٰ ہے میں اس کی تنزیہ کرتا ہوں اپنی طرف بندوں کے اعمال اٹھاتا ہے اور وہ انہیں فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے جو رات دن ان اعمال کی معرفت حاصل کرتے رہتے ہیں۔ انتہی۔

اور پہلی آیت کے تحت امام ابن کثیر لکھتے ہیں ج۲ص۴۰۴:

یعنی ہر چیز کا مالک ہے، اور اس کا خالق ہے اس لئے کہ وہ بڑے عرش کا رب ہے، یہ عرش کل مخلوق کے لیے چھت ہے، اور کل مخلوق آسمان ہوں یا زمین یا ان کے بیچ یا ان کے درمیان وعرش کے نیچے ہے، اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کے زیر اس کا علم ہر چیز کو محیط ہے، اس کی تقدیر ہر چیز پر نافذ اور وہ ہر چیز کا بنانے والا۔

اور تفسیر مدارک التنزیل للنسفی ص۱۵۶ اور جلد۲ میں ہے کہ: وہ عرش عظیم کا رب ہے اللہ کی مخلوق میں یہ سب سے بڑا ہے، اور آسمان والوں کے لیے مطاف اور دعا کیلئے قبلہ ہے۔

اور دوسری آیت کے تحت ابن کثیر ج۲ص۴۳۷ میں ہے: ابن عباسؓ نے کہا عرش کو یہ نام اس لئے دیا گیا ہے کہ یہ اونچا ہے، اسماعیل بن خالد نے کہا میں نے سعد طائی سے یہ کہتے سنا کہ عرش سرخ یاقوت ہے اور محمد بن اسحاق نے اس آیت (اللہ وہ ذات ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں پیدا کیا، اور اس کا عرش پانی پر تھا) کی تفسیر میں کہا حقیقت یہی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت میں بیان فرمائی پانی کے سوا کچھ نہیں اور اس

پر عرش ہے ، اور عرش پر جلال واکرام ،عزت وعظمت کا مالک ہے، وہ بادشاہ صاحب قدرت ،حلم وعلم اور رحمت ونعمت والا ہے ، جو ارادہ ہو کرتا ہے ۔انتہی۔

نسفی میں ہے، اس کا عرش پانی کے اوپر تھا مقصد یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین کے تخلیق سے پہلے عرش کے نیچے پانی کے سوا کچھ نہ تھا۔انتہی ۔

تفسیر الفتوحات الالٰہیہ للجمل میں ہے اللہ تعالیٰ اپنی اسی جگہ تھا، جہاں اب ہے سات آسمانوں کے اوپر اور پانی وہیں تھا، جہاں اب ہے یعنی ساتوں زمین کے نیچے۔

اور چوتھی آیت کے تحت ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵۳ میں ہے: اور وہ عرش عظیم کا رب ہے وہ عرش جو کہ مخلوقات کی چھت ہے جس طرح ابوداؤد کی ایک حدیث میں ہے، رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی شان اس سے بڑی ہے، اس کا عرش آسمانوں پر ہے (پھر چند اور احادیث ذکر کیں اور کہا) ضحاک، ابن عباسؓ سے روایت کرتا ہے، کہ عرش اس لئے کہلایا کہ یہ اونچا ہے، اعمش ،کعب الاحبار سے روایت کرتا ہے کہ آسمان اور زمین عرش میں اس طرح ہے، جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان لالٹین لٹکا ہوا ہو۔ مجاہد کہتا ہے،کل آسمان اور زمین ایسے ہیں جس طرح میدان میں ایک حلقہ۔

اور پانچویں آیت کے تحت ابن کثیر ج ۳ ص ۲۵۹ میں ہے: عرش کا ذکر اس لئے کیا کہ یہ جمیع مخلوقات کیلئے چھت ہے، اس کی صفت کریم اس لئے کہ یہ اچھے منظر والا اور خوبصورت ہے، جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہم نے اس میں ہر طرح کے اچھے اچھے جوڑے اگائے ہیں ۔انتہی ۔

اور نسفی جلد ۳ ص ۱۳۰ میں ہے: عرش کی یہ صفت کریم اس لئے کہ رحمت وہیں سے اترتی ہے یا یہ اکرم الاکرمین کی طرف نسبت ہے .اور خازن میں ہے (ج ۵ ص ۴۸) کریم یعنی خوبصورت بعض کہتے ہیں اس کا معنیٰ اونچا ہے، انتہی ، خازن کے حاشیہ پر بغوی میں بھی اسی طرح ہے ۔

اور تفسیر فتح القدیر للشوکانی ج ۲ ص ۴۸۵ میں ہے:عرش کی صفت کریم اس لئے کہ اس سے رحمت اور خیر نازل ہوتی ہے، یا اس پر مستوی ہونے والے کے اعتبار سے کریم ہے جیسا کہ بیت کریم اس گھر کو کہتے ہیں جس میں رہنے والے کریم (باعزت) ہوں ۔

اور نویں آیت کے تحت ابن کثیر ج ۴ ص ۴۹۶ میں ہے: یعنی عرش عظیم جو کہ کل مخلوق سے اونچا ہے کا مالک ہے ۔

نسفی ج ۴ ص ۳۴۶ میں ہے ذو العرش یعنی اس کا پیدا کرنے والا ، مالک اور بزرگی والا حمزہ اور علی نے المجید کو مجرور پڑھا کہ العرش کی صفت ہے اللہ کا مجد اس کی عظمت ہے، اور عرش کا مجد اس کا علو اور بڑائی ہے جلالین میں ہے ذو العرش یعنی اس کا خالق ومالک بزرگی والا ۔ المجید رفع کے ساتھ یعنی مکمل صفات علو کا مستحق ۔جمل اور محاسن التاویل میں بھی اسی طرح ہے۔جمل ج ۴ ص ۵۱۵ ، للمحاسن ج ۱۷ ص ۶۱۱۸ ۔

دعا میں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے جاتے ہیں

امام ابن خزیمہ ''کتاب التوحید'' ص ۷۳ میں فرماتے ہیں:

باب اس بیان میں کہ اللہ عزوجل اوپر ہے، جیسا کہ اس نے قرآن محکم میں اس کی خبر دی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی بھی بتایا، اور مسلمانوں کی فطرت عادت سے ایسا ہی سمجھا جاتا ہے، کہ علماء، جہال، آزاد وغلام، مرد وعورت بالغ ونابالغ سب کے سب اللہ جل وعلاء کو پکارتے ہیں اور اپنا سر آسمان کی طرف اٹھاتے ہیں، اور اپنے ہاتھ اوپر کو اللہ کے حضور پھیلاتے ہیں نہ کہ نیچے کو۔

امام ابوسعید عثمان بن سعید الدارمیؒ ''کتاب الرد علی الجہمیۃ'' ص ۲۰ میں فرماتے ہیں کہ:

پھر پچھلے علماء وجہال سب کا اجماع ہے کہ جب اللہ سے مدد طلب کرتے ہیں یا سے پکارتے ہیں یا سوال کرتے ہیں تو اپنے ہاتھ آسمان کی طرف پھیلاتے ہیں نظر بھی اوپر ہی کو مرکوز ہوتی ہے، اپنے نیچے زمین کے اندر اور آگے پیچھے یا دائیں بائیں توجہ کر کے اس کو نہیں پکارتے۔صرف آسمان کی طرف توجہ ہے۔کیونکہ ہر ایک کو پتہ ہے کہ اللہ ان کے اوپر ہے حتیٰ کہ سب نمازی سجدہ میں کہتے ہیں: سبحان ربی الاعلیٰ رب بلند کی پاکیزگی بیان کرتا ہوں ایسے کوئی نہیں کہتا کہ میرے رب اسفل کی تسبیح کرتا ہوں۔

اور کتاب الرد علی بشر المریسی الحنفی کے رد میں فرماتے ہیں ص ۲۵: مسلمان اور کفار کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ اللہ اوپر ہے صرف المریسی گمراہ اور اس کے گروہ نے انکار کیا ہے، حتیٰ کہ نابالغ بچے بھی اس بات کو جانتے ہیں جب کسی بچہ کو کوئی بات درپیش ہوتی ہے وہ اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتا ہے، اور اپنے رب کو پکارتا ہے، غرض کہ ہر کوئی اللہ اور اس کے مرتبہ کو جہمیہ گروہ سے زیادہ جانتا ہے۔

محمد بن طاہر مقدسی نے ذکر کیا کہ شیخ ابوجعفر ہمدانی استاذ ابوالمعالی الجوینی معروف بہ امام الحرمین کی مجلس میں تھا، وہ صفت علو کی نفی میں گفتگو کر رہا تھا۔چنانچہ کہا اللہ تھا جبکہ عرش نہیں تھا اور وہ اب بھی اس طرح ہے جیسا کہ پہلے تھا، شیخ ابوجعفر نے کہا استاذ جب ہی کوئی عارف یا اللہ کہتا ہے، وہ اپنے دل میں ایک داعیہ پاتا ہے، جو اسے علو کی طرف متوجہ کر دیتا ہے، دائیں بائیں اور کسی طرف نہیں، ہم اپنے آپ سے اس داعیہ کو کیسے نکالیں، ابوالمعالی نے سر پر تھپڑ مارا، منبر سے نیچے اترا، رویا اور کہا مجھے ہمدانی نے حیرت زدہ کر دیا، شیخ ہمدانی کا مقصد یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کا علو میں ہونا ایک فطری بات ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو پیدا کیا، اللہ کے رسولوں سے حاصل کئے بغیر بھی انسان اپنے دلوں میں اللہ کی طرف توجہ محسوس کرتے ہیں، اور وہ توجہ علو میں ہے، شرح عقیدہ طحاویہ میں اسی طرح ہے۔

آیت مذکورہ سے طرز استدلال:

پس اس کے خلاف عقیدہ رکھنا فطرت کے خلاف چلنا ہے آیات قرآنیہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش پر ہے اور بائن عن الخلق ہے، بعض صراحتاً وعبارۃً، بعض اشارۃً وکنایۃً بعض اقتضاءً ولزوماً، سب کا مدلول یہی ہے، اتنی آیات کے بعد کوئی مسلمان اب اللہ تعالیٰ کی صفت علو میں شبہ نہیں کرے گا بلکہ بموجب قولہ تعالیٰ: وَاِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا۔ اور جب ان پر اس کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔(الانفال ع ا پ ۹)۔ان کا عقیدہ اس مسئلہ کے متعلق مضبوط ہو جائے گا، اب صفت علو کا انکار کرنا یا شک کرنا اور صوفیہ کی طرح ہر جگہ اللہ کو کہنا لاموجود الا ھو (اس کے سوا کوئی موجود نہیں ہے) کا نعرہ لگانا ان کثیر آیات کا انکار کرنا ہے۔کیونکہ اگر معاذ اللہ بقول حلولیہ اللہ تعالیٰ عرش پر نہیں بلکہ ہر جگہ پر ہے تو جیسا کہ ان آیات کا مفہوم ہے آسمانوں کے اوپر عرش عظیم جس کو فرشتے اٹھاتے ہیں جس پر کوئی نہیں پہنچ سکتا وہ کس کا ہے؟ اس پر کون مستوی ہے؟ اور آسمانوں کے اوپر کون ہے جس کے عذاب سے ڈرایا گیا ہے؟

احادیث نبویہ سے مسلک اہل سنت کا اثبات

دلائل قرآنیہ کے بعد دلائل حدیثیہ ذکر کئے جاتے ہیں، اس مسئلہ پر بے شمار احادیث وارد ہیں جن کا تواتر نہایت یقینی ہے امام ذہبیؒ نے اس پر مستقل جزء لکھا ہے جو "جو کتاب العلوللعلی الغفار" کے نام سے مشہور ہے جس میں کئی روایت جمع کی ہیں، ہم یہاں بالاختصار ان کو ذکر کرتے ہیں بعض روایات زائد بھی کریں گے لیکن مع حوالہ صفحات کتب ہوں گی اور جن پر کسی کتاب کا صفحہ مذکور نہ ہو تو اسی کتاب سے منقول سمجھیں۔

۱۔ اخرج مسلم عن معاویة بن الحکم السلمی فذکر الحدیث قال وکانت لی جاریة ترعی غنما لي قبل احد والجوانیة فاطلعت ذات یوم فاذاالذئب قد ذهبت بشاة من غنمها وانا رجل من بنی ادم اسف کما یاسفون لکنی صککتها صکة فاتیت رسول الله ﷺ فعظم ذلک علي قلت یا رسول الله فلا اعتقها قال ائتنی بها فاتیته بها فقال لها این الله؟ قالت فی السماء قال من انا ؟ قالت انت رسول الله قال اعتقها فانها مؤمنة واخرجه النسائی وابوداؤد وغیر واحد من الائمة فی تصانیفهم . هذا حدیث صحیح رواه جماعة من الثقات عن یحي بن ابی کثیر عن هلال بن ابی میمونة عن عطاء بن یسار قال حدثنی صاحب الجاریة نفسه قال کانت لی جاریة ترعی الحدیث وفیه فمد النبی ﷺ یده الیها واشار الیها مستفهما من فی السماء؟ قالت الله قال فمن انا ؟قالت انت رسول الله قال اعتقها فانها مسلمة.

مسلم نے معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ سے تخریج کی ہے (پھر حدیث ذکر کی) کہا اور میری لونڈی تھی احد اور جوانیہ کی طرف میری بکریاں چراتی تھی میں ایک دن وہاں گیا تو پتہ چلا کہ بھیڑیا ریوڑ میں سے ایک بکری لے گیا، میں بھی انسان ہوں، ان کی مانند مجھے غصہ آ گیا تو میں نے اسے تھپڑ رسید کر دیا، اس کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا آپ نے اس مارنے کو میرا گھناؤنا کام ظاہر فرمایا میں نے کہا یا رسول اللہ میں اس لونڈی کو آزاد کیوں نہ کردوں فرمایا اسے میرے پاس لے آ، چنانچہ میں اسے آپ کے پاس لے آیا آپ نے اس سے پوچھا، اللہ کہاں ہے، لونڈی نے جواب دیا آسمان میں فرمایا میں کون ہوں، لونڈی نے جواب دیا آپ اللہ کے رسول ہیں، فرمایا اسے آزاد کرو یہ مؤمنہ ہے۔ یہ حدیث امام نسائی، ابوداؤد اور دوسرے آئمہ نے بھی اپنی تصانیف میں تخریج کی ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے یحیٰی بن ابی کثیر سے ثقات کی ایک جماعت روایت کرتی ہے، اور وہ ہلال بن ابی میمونۃ سے وہ عطا بن یسار سے وہ معاویۃ سے یا عطا بن یسار نے کہا مجھے لونڈی کے مالک نے خود روایت کی تھی کہا میری ایک لونڈی تھی الخ اس میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ لونڈی کی طرف بڑھایا اور اس کی طرف اشارہ کیا یہ پوچھتے ہوئے کہ آسمان میں کون ہے لونڈی نے کہا اللہ فرمایا میں کون ہوں کہنے لگی آپ اللہ کے رسول ہیں فرمایا اسے آزاد کر دے یہ مسلمان ہے۔

۲۔ واخرج النسائی فی تفسیره فی قوله تعالیٰ ثم استوی الی السماء من طریق مالک عن هلال بن اسامة عن عمر بن الحکم قال اتیت رسول الله ﷺ فذکر نحوه اخرجه ابو سعید الدارمی فی "الرد علی الجهمیة" ص ۲۲ .

امام نسائی نے اللہ کے فرمان ثم استوی الی السماء کی تفسیر میں روایت کیا، بہ طریق مالک وہ ہلال بن اسامۃ سے وہ عمر بن حکم سے کہتا ہے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، آگے اسی طرح ذکر کیا، ابو سعید الدارمی نے الرد علی الجہمیۃ میں اس کو تخریج کیا۔

امام دارمی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث دلیل ہے کہ جس مرد کو یہ پتہ نہیں کہ اللہ عزوجل آسمان پر ہے نہ کہ زمین پر وہ مؤمن نہیں ہے چاہے غلام ہی ہو رقبہ مؤمنۃ کے ذیل میں نہیں آئے گا، اس لئے کہ اسے یہ علم نہیں کہ اللہ آسمان پر ہے، کیوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لونڈی کے

ایمان کی نشانی اس کی اس معرفت کو بنایا کہ اللہ آسمان پر ہے۔

۲۔ واخرج احمد فی مسنده والقاضی البرنی فی مسند ابی هریره قال جاء رجل الی رسول الله صلی الله علیه وسلم بجاریة اعجمیة فقال یارسول الله انی علی رقبة مومنة فاعتق هذه فقال لها این الله؟ فاشارت الی السماء قال فمن انا؟ فاشارت الی رسول الله ﷺ ثم الی السماء قال اعتقها فانها مومنة واسناده حسن.

احمد نے اپنی مسند میں اور قاضی برقانی نے مسند ابوہریرۃ میں ابوہریرۃؓ سے روایت کی ہے کہا ایک مرد رسول اللہ صلی اللہ کے پاس ایک گونگی لونڈی کے ساتھ آیا، پس کہا یارسول اللہ میں نے ایک مؤمن آزاد کرنا ہے، اسے آزاد کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پوچھا اللہ کہاں ہے، اس نے آسمان کی طرف اشارہ کیا، آپ نے پوچھا میں کون ہوں اشارہ کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے فرمایا اسے آزاد اسے آزاد کر یہ مومنۃ ہے۔اس کی سند حسن ہے۔

۳۔ واخرج الذهبی عن ابن عباس ومحمد بن الشرید وابو حفص بن الشاهین فی کتاب الصحابة من عکاشة الغنوی والحافظ ابواحمد العسال فی کتاب المعرفة له عن اسامة بن زید اللیثی عن عبدالرحمن بن حاطب نحوه واخرج ابن خزیمة فی کتاب التوحید ص ۸۲ عن رجل من الانصار نحوه.

ذہبی نے ابن عباس اور محمد بن الشرید سے اور ابوحفص بن شاہین نے کتاب الصحابۃ میں عکاشہ غنوی سے اور حافظ ابواحمد العسال نے اپنی کتاب المعرفۃ میں اسامۃ بن زید لیثی سے وہ عبدالرحمٰن بن حاطب سے اسی طرح نکالا، اور ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں ایک انصاری مرد سے اسی طرح روایت کی ہے۔

امام ابن مندہ اصفہانی نے کتاب الایمان ص۸ (قلمی) میں اس قسم کی حدیث پر یہ باب رکھا ہے۔

قال ذکر ما یدل علی ان المقربا لتوحید اشارة الی السماء بان الله فی السماء دون الارض وان محمدا رسول الله معتقد ا الایمان یسمی به مومنا.

ذکر ان احادیث کا جو دلالت کرتی ہیں کہ آسمان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جو توحید کا اقرار کرے کہ اللہ آسمان پر ہے نہ کہ زمین پر اور محمد اللہ کے رسول ہیں، دلی عقیدہ سے اسے مؤمن کا نام دیا جائے گا۔

اور امام ابن خزیمہ نے کتاب التوحید ص۸۰ میں یوں لکھا ہے:

باب ذکر الدلیل علی ان الاقرار بان الله عزوجل فی السماء من الایمان.

باب اس دلیل کے بیان میں کہ اقرار کرنا کہ اللہ آسمان میں ہے، ایمان کا جزو ہے۔

وقال الذهبی ص ۱۰۱ طبع الهند هکذا رئینا کل من یستل این الله؟ یبادر بفطر ویقول فی السماء ففی الخبر مسئالتان احد اهما شرعیة قول المسلم این الله وثانیتها قول المسئول فی السماء فمن انکر هاتین المسئلتین فانما ینکر علی النبی صلی الله علیه وسلم.

ذہبی نے کہا جس آدمی سے پوچھئے اللہ کہاں ہے اس کا فوری اور فطری جواب یہی ہوگا، آسمان پر، اس حدیث میں دو باتیں ہیں ایک مسلمان کا پوچھنا، اللہ کہاں ہے؟ دوسرا مسئول کا جواب دینا آسمان میں جوان دونوں باتوں کا انکار کرے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر انکار کر رہا ہے۔

۴۔ واخرج مسلم عن جابر بن عبدالله ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فی خطبته یوم عرفة الاهل بلغت فقالوا نعم یرفع اصبعه الی السماء وینکبها الیهم ویقول اللهم اشهد.

مسلم نے جابر بن عبداللہ سے نکالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم عرفہ کے خطبہ میں فرمایا خبردار کیا میں پہنچا چکا؟ صحابہؓ نے جواب دیا ہاں، آپ نے آسمان کی طرف انگلی اٹھائی اور لوگوں کی اشارہ کیا اور فرمایا اے اللہ گواہ رہ۔

۵۔ واخرج البخاری ومسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الملئکۃ یتعاقبون فیکم ملائکۃ باللیل وملائکۃ بالنھار ویجتمعون فی صلوٰۃ الفجر وصلوٰۃ العصر ثم یعرج الیہ الذین باتوا فیکم فیسألھم اللہ وھو اعلم بھم کیف ترکتم عبادی فیقولون اتیناھم وھم یصلون وترکناھم وھم یصلون۔

بخاری و مسلم نے ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتے یکے بعد دیگرے تمہارے پاس آتے ہیں ایک گروہ رات میں اور ایک گروہ دن میں نماز فجر اور نماز عصر کے وقت اکٹھے ہو جاتے ہیں، اور اللہ کی طرف رات یہاں گذارنے والے چڑھتے ہیں تو اللہ ان سے پوچھتا ہے جبکہ وہ ان سے خوب عالم ہے، میرے بندوں کو تم نے کیسے چھوڑا فرشتے جواب دیتے ہیں، وہ نماز پڑھ رہے تھے، جب ہم گئے، اور جب آئے تب بھی نماز پڑھ رہے تھے۔

واخرج ھمام بن منبہ فی الصحیفۃ الصادقۃ ص ۷۹ واحمد فی مسندہ ص ۳۱۲ ج ۲ وابن خزیمۃ فی کتاب التوحید ص ۷۸ وعثمان الدارمی فی الرد علی الجھمیۃ ص ۳۰ وغیرھم۔

ہمام بن منبہ نے الصحیفۃ الصادقۃ میں اور امام احمد نے اپنی مسند میں اور ابن خزیمہ نے کتاب التوحید میں اور عثمان الدارمی نے الرد علی الجہمیۃ میں اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

۶۔ واخرج الذھبی عن ابی رزین العقیلی قال قلت یا رسول اللہ این کان ربنا قبل ان یخلق السمٰوٰت والارض قال کان فی عماء ما فوقہ ھواء وما تحتہ ھواء ثم خلق العرش ثم استوی علیہ ورواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجۃ واسنادہ حسن واخرجہ ابوداؤد الطیالسی فی مسندہ ص ۱۴۷ واحمد فی مسندہ ص ۱۱ ج ۴ والبیھقی فی الاسماء والصفات ص ۲۹۱ طبع الھند وغیرہ۔

ذہبی نے ابو رزین عقیلی سے تخریج کیا ہے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پہلے ہمارا رب کہاں تھا فرمایا عماء میں تھا اس کے اوپر ہوا اور اس کے نیچے ہوا پھر عرش کو پیدا کیا پھر اس پر مستوی ہوا۔ اس حدیث کو ترمذی، ابوداؤد اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے اس کی سند حسن ہے، ابوداؤد الطیالسی نے اپنی مسند میں اور احمد نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں اور دوسرے ائمہ نے اس حدیث کو تخریج کیا ہے۔

اس حدیث پر امام طبرانی نے "کتاب السنۃ" میں یہ باب رکھا ہے کہ:

"باب ماجاء فی استواء اللہ تعالیٰ علیٰ عرشہ بائن من خلقہ (کتاب العلو طبع الھند ص ۱۴۵)"

باب اس بارے میں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے، اور اپنی مخلوق سے بائن۔

۷۔ واخرج ابوداؤد والترمذی عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص ان رسول اللہ ﷺ قال الراحمون یرحمھم الرحمان ارحموا من فی الارض یرحمکم من فی السماء واخرجہ عثمان الدارمی فی الرد علی المریسی ص ۱۰۴ واخرجہ احمد والحاکم کما فی الجامع الصغیر للسیوطی ص ۳۱ ج ۲ واخرجہ الذھبی معلقا من حدیث جریر واسندہ الطبرانی عنہ واسندہ ھو والحاکم من حدیث ابن مسعود کذا فی الجامع الصغیر ایضا ص ۳۲ ج ۱ واخرجہ الدارمی فی الرد علی الجھمیۃ ص ۲۵ من حدیث ابن مسعود مرفوعا من لم یرحم من فی الارض لم یرحمہ من فی السماء۔

ابوداؤد اور ترمذی عبداللہ بن عمرو بن العاص سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم کرنے والوں پر رحمان رحم کرتا ہے تم زمین والوں پر رحم کرو تم پر رحم فرمائے گا۔ جو آسمان میں ہے، اس حدیث کو عثمان الداری نے الرد علی المریسی میں تخریج کیا ہے، احمد اور حاکم نے بھی اسے نکالا ہے جیسا کہ "الجامع الصغیر" للسیوطی میں ہے، اور ذہبی نے اس کو جریر سے معلقاً تخریج کیا ہے، اور طبرانی نے اس سے مسنداً بیان کیا نیز طبرانی اور حاکم نے ابن مسعود کی حدیث کو مسنداً روایت کیا (بحوالہ الجامع الصغیر) دارمی نے اس حدیث کو الرد علی الجہمیہ میں بروایت ابن مسعود مرفوعاً بیان کیا ہے، جس کے لفظ یہ ہیں، جو زمین والوں پر رحم نہیں کرتا، آسمان والا اس پر رحم نہیں کرتا۔

۸۔ واخرج البخاری عن انس ان زینب بنت جحش کانت تفخر علی ازواج النبی ﷺ تقول زوجکن اھا لکن وزوجنی اللہ من فوق سبع سماوات وفی لفظ کانت تقول انکحنی اللہ فی السماء وفی لفظ انھا قالت للنبی ﷺ زوجنیک الرحمن من فوق عرشه ھذا حدیث صحیح وذکر له الذھبی فی ص ۱۰۵ شاھدا مرسلا واخرجه البھیقی فی الاسماء والصفات ص ۲۹۶ طبع الھند فی "باب قول اللہ عزوجل: وھو القاھر فوق عبادہ وقوله یخافون ربھم من فوقھم ویفعلون ما یؤمرون.

بخاری نے انس سے نکالا کہ زینب بنت جحش ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر فخر کرتی تھیں کہ تمہارے نکاح تمہارے خاندان والوں نے کئے ہیں، اور مجھے سات آسمانوں کے اوپر اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ بنایا، ایک روایت میں یہ لفظ ہیں، میرا نکاح اللہ نے آسمان پر کیا ہے، ایک روایت یوں ہے زینب نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا میرا آپ کے ساتھ رحمان نے عرش پر عقد زواج کیا ہے یہ حدیث صحیح ہے ذہبی نے اس کا ایک مرسل شاہد بھی ص ۱۰۵ میں درج کیا ہے، بیہقی نے الاسماء والصفات باب قول اللہ وھو القاھر فوق عبادہ الخ میں اسے تخریج کیا ہے، یعنی باب ہے اللہ کے اس فرمان کی تفسیر میں (ترجمہ) وہ اپنے بندوں پر قاہر کے اپنے رب سے جو ان کے اوپر ہے ڈرتے ہیں اور جو حکم دیئے جائیں کرتے ہیں۔

۹۔ اخرج الشیخان من حدیث ابی سعید قال قال رسول اللہ ﷺ الا الاتأمنونی وانا امین السماء یاتینی خبر السماء صباحا ومساء واخرجه ابن خزیمة فی کتاب التوحید ص ۷۸ فی "باب ذکر سنن المصطفیٰ ﷺ" ان اللہ عزوجل فوق کل شئ وانه فی السماء کما اعلمنا فی وحیه علی لسان نبیه اذلا تکون سنة ابدا المنقولة عنه بنقل العدل موصولا الیه الاموافقة لکتاب اللہ لا مخالفة له.

بخاری و مسلم نے ابوسعید سے حدیث تخریج کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم مجھے امین نہیں سمجھتے اور میں آسمان میں امین ہوں، میرے پاس صبح و شام آسمان کی خبریں آتی ہیں اور ابن خزیمہ نے یہ حدیث کتاب التوحید باب ذکر سنن المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم الخ میں روایت کی ہے یعنی باب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے بیان میں کہ اللہ عزوجل ہر چیز کے اوپر ہے، اور وہ آسمان میں ہے جس طرح کہ اس نے ہمیں اپنے نبی کی زبانی وحی میں اطلاع دی، اور جو سنت آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک بنقل ثقات رواۃ موصولاً ثابت ہو وہ کتاب اللہ کے موافق ہوگی مخالف نہیں،

۱۰۔ واخرج مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنه ان رسول اللہ ﷺ قال والذی نفسی بیدہ مامن رجل یدعوا امراته الیٰ السماء ساخطا علیھا حتی یرضی عنھا زوجھا وعزاہ المنذری فی الترغیب والترھیب ص ۵۸ ج ۳ وولی الدین الخطیب فی المشکوۃ ص ۲۸۰ الی البخاری ایضا واوردہ البھیقی فی الاسماء والصفات ص ۲۹۹ فی باب قوله تعالیٰ: أأمنتم من فی السماء.

مسلم نے ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان

ہے، جو مرد اپنی عورت کو اپنے بستر پر بلاتا ہے پھر وہ انکار کردیتی ہے تو آسمان والا اس پر ناراض ہو جاتا ہے، جب تک مرد اس پر راضی نہ ہو جائے ۔منذری نے الترغیب والترہیب میں اور ولی الدین الخطیب نے مشکوٰۃ میں اس حدیث کو بخاری کی طرف بھی منسوب کیا ہے، اور بیہقی نے اس کو الاسماء والصفات میں باب قولہ تعالیٰ أأمنتم من فی السماء میں درج کیا ہے۔

۱۱۔ اخرج الذهبی عن ابی هریرة رضی الله عنه معلقا قال رسول الله ﷺ لما القی ابراهیم علیه السلام فی النار قال اللهم انک واحد فی السماء وانا فی الارض واحد عبدک . هذا حدیث حسن الاسناد ووصله عثمان الدارمی فی الرد علی الجهمیة ص ۲۵ وفی الرد بشر المریسی ص ۹۵ واخرجه عبد الرزاق فی جامعه وابونعیم فی حلیة الاولیاء کما فی الفتح الکبیر فی ضم الزیاد الی جامع الصغیر للنبهانی ص ۳۱ واخرجه البزار کما فی مجمع الزوائد ص ۲۰۲ ج۸۔

ذہبی نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے معلقاً روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں ڈالے گئے تو کہا اے اللہ تو آسمان میں ایک ہے اور میں زمین میں ایک ہوں تیرا نوکر۔اس حدیث کی سند حسن ہے،عثمان الدارمی نے کتاب الرد علی الجہمیۃ ،اور رد علی البشر المریسی میں اس کو موصولاً بیان کیا ہے،اور عبدالرزاق نے جامع اور ابونعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اس حدیث کا اخراج کیا،جیسا کہ الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی جامع الصغیر میں،اور بزار نے بھی اسے روایت کیا،جیسا کہ مجمع الزوائد میں ہے۔

۱۲۔ واخرج الذهبی عن عمران بن خالد بن طلیق حدثنی ابی عن ابیه عن جده قال اختلف قریش الیٰ حصین والد عمران فقالوا ان هذا الرجل یذکر الهتنا فنحب أن تکلمه وتعظه فمشوا معه الی قریب من باب النبی ﷺ فجلسوا ودخل حصین فلما راه رسول الله صلی الله علیه وسلم قال اوسعوا للشیخ فقال ما هذا الذی یبلغنا منک تشتم الهتنا وتذکرهم وقد کان ابوک جعنة وخبزا فقال ان ابی واباک فی النار یا حصین کم تعبد الها الیوم قال ابی ستة فی الارض والها فی السماء قال فاذا اصابک الضیق فمن تدعوا قال الذی فی السماء قال فاذا هلک المال فمن تدعوا قال الذی فی السماء وذکر الحدیث واخرجه ابن خزیمة فی التوحید و اخرجه الذهبی من طریق اخری وفیه قال فایهم تعبده لرغبتک ورهبتک قال الذی فی السماء الحدیث واخرجه الترمذی فی سننه ص ۱۸۶ ج ۲ وحسنه واخرجه الدارمی فی الرد علی المریسی ص ۲۴ ثم قال فلم ینکر النبی ﷺ علی الکافر ان عرف ان اله العلمین فی السماء کما قاله النبی ﷺ فحصین الخزاعی کان یومئذ فی کفره اعلم بالله الجلیل الاجل من المریسی واصحابه مع ما ینتحلون من الاسلام اذمیز بین الاله لاخالق الذی فی السماء وبین الألهة ولاصنام التی فی الارض المخلوقة ، اهـ و اخرجه البهیقی فی الاسماء والصفات ص ۳۰ طبع الهند۔

ذہبی عمران بن خالد بن طلیق سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی وہ اپنے باپ سے وہ اس کے دادا سے کہ قریش حصین کے پاس گئے اور کہا یہ مرد ہمارے خداؤں کا تذکرہ کرتا ہے ہم پسند کرتے ہیں تو اس سے کلام کر اور اس پر گرفت کر۔قریش اس کے ساتھ آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے کے قریب اور بیٹھ گئے، حصین اندر آگیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھا تو فرمایا شیخ کے لئے جگہ فراخ کردو، اس نے آتے ہی یہ کہا جو ہمیں تیری طرف سے پہنچ رہا ہے کہ تو ہمارے خداؤں کو گالی دیتا ہے، اور تیرا باپ تو تسلا اور روٹی تھا، آپ نے فرمایا میرا اور تیرا باپ آگ میں ہیں، اے حصین آج کل کتنے خداؤں کی عبادت کیا کرتا ہے، اس نے کہا سات کی چھ زمین میں اور ایک خدا آسمان میں، آپ نے فرمایا جب تجھے تنگی ہوتی ہے کس کو پکارتا ہے، اس نے کہا آسمان والے کو فرمایا جب مال ہلاک ہو جائے تو کس کو پکارتا ہے کہا آسمان والے کو۔اور حدیث کو مکمل ذکر کیا۔ابن خزیمہ نے اسے التوحید میں روایت کیا، ذہبی نے دوسری سند سے روایت کیا، اس میں ہے رغبت اور خوف میں

کس کی عبادت کرتا ہے کہا، اس کی جو آسمان میں ہے۔ الحدیث۔ ترمذی نے اہل حدیث کو حسن میں درج فرمایا اور حسن کہا، دارمی نے الرد علی المریسی میں روایت کیا پھر کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کافر پر اس عقیدہ کو رد نہیں فرمایا کہ کائنات کا الٰہ آسمان میں ہے حصین الخزاعی اس وقت کفر میں تھا مگر اسے بھی المریسی اور اس کے گروہ سے اللہ جلیل اور اعظم کا علم زیادہ صحیح تھا۔ حالانکہ یہ لوگ اسلام کے ساتھ انتساب رکھتے ہیں۔ اس نے اللہ خالق جو آسمان میں، اور ان (خودساختہ) خداؤں اور بتوں کے مابین امتیاز کردیا، جو زمین پر تھے وہ مخلوق تھے۔ انتہی بیہقی رحمہ اللہ تعالیٰ نے الاسماء والصفات میں اس کو نکالا ہے۔

شرح عقیدہ طحاویہ ص ۲۶۵ میں ہے کہ: دلی توجہ اور پناہ لینا، اور طلب جو داعی اپنے اندر محسوس کرتا ہے ایک فطری بات ہے، جسے مسلمان، کافر اور عالم وجاہل سب اپنے اندر پاتے ہیں، عام طور پر مضطر اور اللہ سے مدد کا طالب ایسا ہی کرتا ہے جیسا کہ یہ بھی ایک فطری بات ہے کہ جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ ہی کو پکارتا ہے، پھر قبلہ کا معاملہ قابل نسخ وتحویل ہے، جیسا کہ بیت المقدس سے کعبہ کی طرف تحویل ہوئی۔ دعا میں توجہ اوپر کی جہت کو ہوتی ہے اور یہ فطرت انسانیہ میں مرکوز ہے کعبہ کی طرف منہ کرنے والا جانتا ہے کہ اللہ وہاں نہیں ہے، اس کے برعکس دعا کرنے والا اپنے رب کی طرف توجہ کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ اس کی طرف سے رحمت نازل ہوگی۔

بعضوں نے یوں کہا کہ ساجد بھی اپنی پیشانی زمین پر رکھتا ہے تو یہ بھی توجہ ہے مگر کیا معاذ اللہ اس سے جہۃ سفلیہ ثابت ہوتی ہے؟ لیکن یہ عذر بھی پہلے سے ابطل وافسد (بہت زیادہ باطل اور بہت زیادہ مفسد ہے)، کیونکہ ساجد دراصل اپنا خضوع اور اپنی ذلت ظاہر کرتا ہے، اس بادشاہ کے لئے جو اس کے اوپر ہے نہ کہ اس کا نیچے کی طرف کوئی خیال بھی ہوتا ہے۔ جبھی تو کہتا ہے "سبحان ربی الاعلیٰ"۔ ہاں حلولیہ (کفار) کے امام بشر المریسی سے منقول ہے کہ وہ سجدہ میں یوں کہتا تھا کہ: "سبحان ربی الاسفل" میں اپنے رب اسفل کی تنزیہ کرتا ہوں۔ جیسا کہ شرح العقیدہ الطحاویہ میں ہے اور ذہبی نے کتاب العلو میں کتاب الرد علی الجہمیہ مؤلفہ ابوعبداللہ نفطویہ النحوی سے بروایت داؤد بن علی وہ بشر سے اس کو نقل کیا ہے کہ سجدہ میں ایسے ہی کہتا تھا۔

نوٹ:۔ بشر المریسی اس کا ترجمہ عبدالقادر القرشی الحنفی نے اپنی کتاب الجواہر المضیہ فی طبقات الحنفیہ ص ۱۶۴ ج ۱ میں ذکر کیا ہے، اور لکھا ہے "اخذ الفقه عن ابی یوسف القاضی وبرع فیه" فقہ قاضی ابویوسف سے حاصل کی اور اس میں مہارت تامہ ہوئی، نیز علامہ عبدالحیٔ نے بھی الفوائد البہیہ فی تراجم الحنفیہ ص ۵۴ میں اس کو ذکر کیا ہے۔

۱۳۔ فاخرج الحاكم فی مستدركه ص ۳۲۵ ج ۱ عن ابی هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول خرج نبی من الانبياء ليستسقی فاذا هو نملة رافعة بعض قوائمها الی السماء فقال ارجعوا فقد استجيب لكم من اجل شان النملة. صححه الحاكم واقره علی ذلك الذهبی فی تلخيص المستدرك و ابن حجر فی بلوغ المرام ص ۱۰۴ مطبوعه مصطفیٰ بمصر والعزيزی فی السراج المنير شرح الجامع الصغير ص ۲۳۱ ج ۲ واخرجه الدارقطنی ايضا فی سننه ص ۱۰۴ ج ۲ مصری والهندی ص ۱۸۸.

حاکم المستدرک میں ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ ایک نبی بارش کی دعا مانگنے کے لئے نکلا۔ اس نے ایک چیونٹی دیکھی اپنی ٹانگیں آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے ہے۔ نبی نے کہا واپس چلو، چیونٹی کی وجہ سے تمہارے لئے قبولیت دعا ہوگئی ہے۔ حاکم نے اس کو صحیح کہا۔ تلخیص المستدرک میں ذہبی نے اس کی تصحیح کو برقرار رکھا، اور ابن حجر نے بلوغ المرام اور العزیزی نے السراج المنیر شرح جامع الصغیر، اس حدیث کو دارقطنی نے بھی اپنی سنن میں تخریج کیا ہے۔

علامہ محمد حامد الفقی حاشیہ بلوغ المرام ص ۱۰۴ میں تحت الحدیث لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے جانوروں میں اپنی

طرف سے التجا کرنے کی فطرت ودیعت کی ہے، اور یہ کہ وہ جانتے ہیں کہ ان کا رب اور پیدا کرنے والا پاک وبلند ہے اور عرش کے اوپر ہے، زمین کے نیچے نہیں، اور نہ ہی ہر مکان میں ہے، البتہ بعض جانور جو انسانی شکل میں موجود ہیں، اس فطرت کا مکابرہ کرتے ہیں، اور اپنی جہالت کی وجہ سے اس کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور اس لئے کہ ان کی خفیف عقل اللہ کی ان صفات کے فہم سے جو اس نے اپنی کتاب میں اور اپنے رسول کی زبانی بیان کی قاصر ہے، وہ صفات باری کو حوادث کی صفات کی طرح جانتے ہیں، اور ان کے حقیقی معنی سے تحریف کر دیتے ہیں ایسا نہیں کرتے کہ ان صفات پر ایمان لے آئیں اور ان کی اصل حقیقت کا علیم وخبیر کے سپرد کر دیں۔

الغرض پرندوں اور جانوروں کو بھی علم ہے کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر ہے اور صوفیہ وحلولیہ کا مذہب فطرۃ کے خلاف ہے۔

مذہب ائمہ اربعہ

ائمہ اربعہ کا بھی یہی مذہب ہے۔امام ذہبی نے کتاب العلو میں چاروں ائمہ سے ثابت کیا ہے:

مسلک امام ابوحنیفہ : ذہبی نے امام ابوحنیفہ کا مذہب بروایت ابومطیع بلخی صاحب الفقہ الاکبر بیان کیا ہے، کہ یہ کہتا ہے میں نے ابوحنیفہ سے پوچھا وہ شخص کیسا ہے جو کہے میں نہیں جانتا کہ رب آسمان میں ہے یا زمین میں۔فرمایا وہ کافر ہے۔اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رحمٰن عرش پر مستوی ہوا، اس کا عرش آسمانوں کے اوپر ہے، میں نے کہا وہ کہتا ہے کہ اللہ عرش پر ہے مگر کیا معلوم عرش آسمان میں ہے یا زمین میں امام نے فرمایا جب اس نے عرش کے آسمان پر ہونے کا انکار کیا، اس نے کفر کیا، ابوبکر صاحب الفاروق نے اسے روایت کیا۔

اور یہ روایت الفتاوی الحمویہ لابن تیمیہ ص ۳۷ میں بھی مذکور ہے:

ذہبی کہتا ہے میں قاضی امام تاج الدین، عبدالخالق بن علوان سے سنا اس نے کہا میں نے امام ابومحمد عبداللہ بن احمد المقدسی مؤلف المقنع سے سنا اس نے کہا۔مجھے ابوحنیفہ سے روایت پہنچی ہے کہ اس نے کہا جو شخص اس کا انکار کرے کہ اللہ آسمان پر ہے اس نے کفر کیا۔

مسلک امام مالک : امام مالک کا مسلک عبداللہ بن احمد بن حنبل نے الرد علی الجہمیۃ میں بروایت عبداللہ بن نافع بیان کیا ہے اس نے کہا کہ امام مالک بن انس نے کہا اللہ آسمان پر ہے، اور اس کا علم ہر جگہ ہے، اس کے علم سے کوئی چیز جدا نہیں ہے، بیہقی نے سند صحیح کے ساتھ ابوالربیع الرشدینی سے روایت کیا، وہ ابن وہب سے کہ میں مالک کے پاس تھا، ایک شخص آیا، اور کہا اے ابوعبداللہ رحمان عرش پر مستوی ہوا۔کیسے مستوی ہوا۔مالکؒ نے سر نیچا کیا، اور انہیں پسینہ آگیا، پھر سر اٹھایا اور فرمایا، رحمٰن عرش پر مستوی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ وصف بیان کی اسے بلا کیف تسلیم کیا جائے، کیفیت سے وہ منزہ ہے، اور تو مبتدع ہے اسے نکال دو، ص ۱۶۶، ۱۶۷۔

مسلک امام شافعی : امام شافعی کا مسلک شیخ الاسلام ابوالحسن الہکاری اور حافظ ابومحمد المقدسی نے اپنی اسانید سے بیان کیا ہے، کہ ابوثور اور ابوشعیب دونوں امام محمد بن ادریس الشافعی ناصر الحدیث رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا میرا عقیدہ اور جن ائمہ کو میں نے دیکھا مثلاً سفیان اور مالک وغیرہما کا عقیدہ ہے کہ دلی اقرار کیا جائے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے، اور اللہ عرش پر ہے، آسمان پر، وہ اپنی مخلوق کے قریب ہوتا ہے، جس طرح چاہے، اور آسمان دنیا کی طرف اترتا ہے، جس طرح چاہے اور باقی عقائد بیان کئے۔یہ روایت مختصر الصواعق المرسلہ ص ۲۷۴ ج ۲ میں بھی مذکور ہے، نیز دوسری روایت بھی ذکر کی ہے۔

شافعی کی وصیت میں ہے کہ انہوں نے فرمایا میں اقرار کرتا ہوں،، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، الی ان قال .... قرآن اللہ کا کلام ہے۔اور غیر مخلوق اللہ آخرت کے روز دیکھا جائے گا، ایمان دار اس کو دیکھیں گے، اور اس کا کلام سنیں گے، اور وہ عرش کے اوپر بلند ہے حاکم نے اور بیہقی نے، مناقب الشافعی میں اس کو ذکر کیا ہے۔

الفتاویٰ الحمویہ لابن تیمیہ میں ہے: شافعیؒ نے فرمایا خلافت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حق ہے آسمان میں اس کا فیصلہ فرمایا، اور اپنے بندوں کے دلوں کو اس پر جمع کیا، انتہی بیہقی نے الاسماء والصفات میں لکھا یہ قول امام شافعی کا مذہب واضح کرتا ہے۔

مسلک امام احمد بن حنبل : ذہبی کہتے ہیں، امام احمد بن حنبل سے علو باری تعالیٰ تواتر کے ساتھ ثابت ہے، یوسف بن موسیٰ

القطان شیخ ابی بکر الخلال کہتا ہے، امام ابوعبداللہ سے پوچھا گیا، کیا اللہ ساتویں آسمان کے اوپر عرش پر ہے مخلوق سے جدا اور اس کی قدرت وعلم ہر جگہ ہے، امام نے فرمایا: ہاں وہ عرش پر ہے اور اس کے علم سے کوئی چیز باہر نہیں ہے۔

اس روایت کو قاضی ابوالحسن بن ابی یعلیٰ نے طبقات الحنابلہ ص ۴۲۱ ج ا میں اور شمس الدین نابلسی نے مختصر طبقات الحنابلہ ص ۲۸۰ میں بھی ذکر کیا ہے۔

مسلک تابعین رحمہم اللہ اجمعین:

امام ذہبی نے ص ۱۲۳ پر ایک مستقل عنوان رکھا ہے فرماتے ہیں: ذکر ان روایات کا جو ہمیں مسئلہ علو میں تابعین سے پہنچیں، پھر اسی عنوان کے تحت علماء تابعین، کعب الاحبار، عطاء بن یسار، مسروق بن الاجداع، سعید بن جبیر، حسن بصری، عبید بن عمیر، شریح بن عبداللہ ابوقلابہ، عمرو بن میمون، مجاہد، نوف البکائی، حکیم بن جابر ابوعیسیٰ، وہب بن منبہ، ذکوان، قتادہ، سالم بن ابی الجعد، عکرمہ، ثابت البنانی، الضحاک، ہزیل بن شرجیل، ابوعطاف محمد بن کعب، مالک بن دینار، جریر الخطفی، ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن حسان بن عطیہ، ایوب السختیانی اور سلیمان التیمی رحہم اللہ تعالیٰ ذکر کئے ہیں، نیز ابتداء میں امام اوزاعی کا قول مذکور ہوا ہے کہ ہم......... تابعین اس پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے:

مسلک ائمہ محدثین وفقہاء:

پھر امام ذہبی نے ص ۱۲۶ پر یہ عنوان رکھا ہے کہ: اور عنوان کے تحت ائمہ اربعہ کے علاوہ کئی محدثین وفقہاء کے اقوال نقل کئے ہیں جن کے نام یہ ہیں:

عبد الملک بن جریج، ابوعمرو الاوزاعی، مقاتل بن حیان، سفیان الثوری، اللیث بن سعد، سلام بن ابی مطیع، حماد بن سلمة، عبدالعزیز بن الماجشون، حماد بن زید البصری، ابن ابی لیلیٰ، امام جعفر الصادق، ابو المنذر، سلام المقری، شریک بن عبد اللہ القاضی، محمد بن اسحاق امام المغازی، مسعر بن کدام، جریر بن عبد الحمید الضبی، عبد اللہ بن المبارک، الفضیل بن عیاض، ھشیم بن بشیر، نوح بن ابی مریم الجامع، عباد بن العوام، قاضی ابویوسف، عبد اللہ بن ادریس، محمد بن الحسن الشیبانی، بکیر بن جعفر السلمی، منصور بن عمار، ابونعیم شجاع بن ابی نصر البلخی، ابومعاذ خالد بن سلیمان البلخی، سفیان بن عینیة، ابوبکر بن عیاش، علی بن عاصم، یزید بن ھارون، سعید بن عامر الضبعی، وکیع بن الجراح، عبد الرحمن بن مهدی، وھب جریر، الاصمعی الخلیل بن احمد، یحیی بن زیاد الفراء، عبد اللہ بن داؤد الخریبی، عبد اللہ بن ابی جعفر الرازی، النضر بن محمد المروزی، القعنبی عفان بن مسلم، عاصم بن علی الواسطی، ابوبکر بن عبد اللہ الزبیر الحمیدی، یحیی بن یحیی النیسابوری، ھشام بن عبید اللہ الرازی، عبد الملک بن الماجشون المدنی، محمد بن المصعب، العابد، سنید بن داؤد المصیصی، نعیم بن حماد الخزاعی، بشر الحانی الزاھد، ابو عبید القاسم بن سلام، احمد بن نصر الخزاعی الشھید، قتیبة بن سعید ابو معمر القطیعی، یحیی بن سعید، علی بن المدینی، اسحاق بن راھویة، ابن الاعرابی اللغوی، ابو جعفر النفیلی، عبید اللہ بن محمد العیشی، ھشام بن عما ر، ذوالنون مصری، ابوثور ابراھیم بن خالد، ابراھیم المزنی، محمد بن یحیی الذھلی، محمد بن اسماعیل البخاری، ابوحاتم الرازی، ابوزرعة الرازی، یحیی بن معاذ الرازی، احمد بن سنان الواسطی، محمد بن اسلم طوسی، عبدالوھاب بن عبدالحکیم الوراق، ھرب بن اسمعیل الکرمانی، عثمان بن سعید الدارمی، ابومحمد الدارمی، احمد بن الفرات، ابو مسعود ابواسحاق، ابراھیم بن یعقوب

الجوزجانی ، مسلم بن الحجاج القشیری ، صالح بن الامام احمد بن حنبل ، وعبد اللہ بن الامام احمد بن حنبل ، الحافظ حنبل بن اسحاق ، ابو امیہ محمد بن ابراھیم الطوسی ، بقی بن مخلد الاندلسی ، القاضی اسماعیل بن اسحاق الازدی البصری ، یعقوب بن سفیان الفسوی ، ابوبکر احمد بن ابی خیثمة ، ابو زرعة الدمشقی ، محمد بن نصر المروزی ، ابو محمد بن قتیبة الدینوری ، ابوبکر بن ابی عاصم ، ابو عیسیٰ الترمذی ، ابو عبد اللہ بن ماجة القزوینی ، ابوجعفر محمد بن عثمان بن ابی شیبة العبسی الکوفی ، سھل بن عبد اللہ التستری ، ابو مسلم الکجی ، زکریا بن یحیی الساجی ، ابوجعفر محمد بن جریر الطبری ، حماد بن ھناد البوشیخی ، ابوبکر بن خزیمة ، ابو العباس احمد بن عمرو بن سریح ، ابوبکر عبد اللہ بن ابی داؤد السجستانی ، عمر بن عثمان المکی ، ابو العباس السراج ، ابوعوانة الاسفرائینی ، ابو محمد یحیی بن محمد بن صاعد ، ابوجعفر الطحاوی ، ابو عبد اللہ نفطویة النحوی ، ابوالحسن علی بن اسماعیل الاشعری ، ابوبکر احمد بن اسحاق الضبعی ، ابو القاسم الطبرانی ، ابوبکر محمد بن الحسین الأجری ، ابو الشیخ الاصبھانی ابوبکر الاسماعیلی ، ابومنصور الازھری ، ابوبکر احمد بن ابراھیم شاذان ، ابوالحسن علی بن مھدی الطبری ، ابو عبد اللہ بن بطة العبکری ، ابو الحسن الدارقطنی ، ابو عبد اللہ بن منده الاصبھانی ، ابو محمد ابوزید المقری ، یحیی بن عمار السجستانی ، ابو نصر الوائلی السنجری ، ابو سلیمان الخطابی ، ابو بکر محمد بن الحسن فواک ، ابوبکر محمد بن الطیب البصری الباقلانی ، ابو احمد القصاب ، ابو نعیم الاصبھانی ، ابو منصور معمر بن زیاد الاصبھانی ، ابوا لقاسم ھبة اللہ بن الحسن الطبری الالکائی ، القادر باللہ احمد بن اسحاق بن المقتدر ، ابو عمر احمد بن محمد الطلمنکی الاندلسی ، ابوعثمان اسماعیل بن عبد الرحمان الصابونی ، ابو الفتح سلیم بن ایوب الراز ، ابوعمرو عثمان بن سعید الدانی ، ابو عمر ابن عبد البر ، ابو یعلیٰ محمد بن الحسین بن الفراء البغدادی ، ابوبکر البیھقی ، ابوبکر الخطیب البغدادی ، امام الحرمین ابوالمعالی عبد الملک الجوینی ، ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی ، شیخ الاسلام ابو اسماعیل الانصاری ، ابو بکر محمد الحسن القیروانی ، ابو محمد الحسین بن مسعود البغوی ، ابو الحسن الکرجی ، ابو القاسم اسماعیل بن محمد التیمی الطلحی الاصبھانی ، ابوبکر محمد بن موھب المالکی ، السید عبد القادر الجیلانی ، ابوالبیان بنا بن محمد بن محفوظ السلمی الحورانی و ابوعبد اللہ القرطبی رحمھم اللہ تعالیٰ اجمعین .

گویا کہ سلف سے خلف تک ائمہ اہل السنۃ کا یہی مسلک رہا ہے بلکہ ابتداء میں یہ ثابت کیا گیا کہ یہ مسلمانوں کا اجماعی عقیدہ ہے نیز ائمہ مذکورین میں سے امام ابن قتیبہ بن سعید اور امام اسحاق بن راھویہ کے قول سے بھی یہ واضح ہوا۔ دیکھو کتاب العلوص ۱۳۴-۱۳۵ طبع الھند۔

ابونعیم اصبہانی کتاب الحجۃ الواثقین ومدرجہ الواثقین میں کہتا ہے، علماء امت کا اجماع ہے، کہ اللہ تعالیٰ آسمان کے اوپر عرش پر عالی ہے اور مستوی ہے مستولی نہیں جیسا کہ جہمیہ کہتے ہیں کہ وہ ہر جگہ میں ہے۔ یہ بات قرآن پاک کی تصریحات کے خلاف ہے۔ اس کے بعد آیات اور احادیث بیان کیں الحمویۃ لابن تیمیہ میں اسی طرح ہے۔